مختصر سوانحی تعارف

نام احمد، لقب شرف الدین، خطاب مخدوم الملک و مخدوم جہاں، نسبت آبائی زبیری الہاشمی، نسبت مادری حسینی، نسبت وطنی منیری۔

شیخ احمد بن یحییٰ بن اسرائیل بن تاج الفقہا امام محمد کا سلسلہ نسب زبیر بن عبدالمطلب سے جا کر ملتا ہے، گویا آپ زبیری ہاشمی قریشی ہیں۔ آپ کے پردادا امام محمد تاج فقیہ خانوادے کے پہلے بزرگ تھے جو ہندوستان وارد ہوئے۔ مخدوم جہاں کے نانا شیخ شہاب الدین جگ جوت کاشغر کے خانوادۂ شاہی کے رکن رکین تھے۔ تاہم تبلیغِ دین کی غرض سے عظیم آباد سکونت پذیر ہوگئے تھے۔ وہ نسباً امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی اولاد امجاد سے تھے۔ اس طرح مخدوم کا سلسلہ مادری سادات حسینی سے جاملتا ہے۔

مخدوم جہاں کی ولادت بہ عہد سلطان ناصر الدین محمود شعبان کے آخری جمعہ ۶۶۱ھ ہجری مطابق ۱۲۶۳ء کو بہار شریف سے چند میل کے فاصلے پر منیر میں ہوئی۔ ''شرف آگیں'' تاریخ ولادت ہے۔ جب آپ کی عمر پڑھنے کے قابل ہوئی تو آپ کو مکتب میں بٹھا دیا گیا۔ اس زمانے میں مفتاح اللغات اور دوسری کتابیں درس میں رہیں۔ مفتاح اللغات آپ کو زبانی یاد تھی۔ سن شعور کو پہنچے تو والد بزرگ وار نے ان کو علامہ شرف الدین ابو توامہ کی معیت میں مزید تعلیم کے لیے سُنارگاؤں بھیجا۔

علامہ شرف الدین ابو توامہ بخاری اپنے عہد کے جید عالم دین تھے۔ انہیں فقہ، حدیث اور تفسیر پر مکمل مہارت حاصل تھی۔ شیخ شرف الدین نے ان سے تمام علوم شرعی کی تحصیل کی۔ علامہ شرف الدین بخاری کو فن حدیث سے خصوصی دل چسپی تھی اور یہی ذوق وشوق بہ درجہ تمام وکمال شیخ احمد منیری میں منتقل ہوا۔ شیخ احمد منیری اپنے اس جلیل القدر استادِ گرامی کی شانِ علمی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> حضرت مولانا شرف الدین ابو توامہ ایسے دانش مند تھے کہ پورے ہندوستان میں ان کی شہرت تھی، علما میں اس قدر مشہور تھے کہ ان کے تبحر علمی میں کسی کو شبہ نہ تھا۔(۱)

سنارگاؤں میں اثنائے تعلیم ہی علامہ شرف الدین بخاری اپنے عالی قدر تلمیذِ رشید کی للٰہیت، صالحیت اور تقویٰ شعاری سے بہت متاثر ہوئے اور اپنی صاحب زادی ان کے حبالۂ عقد

الحبیب الی الحبیب کی تصدیق کردی۔(۳)

تصانیف وملفوظات

مخدوم الملک شیخ احمد کی تحریری خدمات میں مکتوبات، ملفوظات، تصانیف اور شروحات ہیں۔ اہل علم نے انہیں ہر دور میں اہمیت دی ہے۔ شیخ محمد اکرام آب کوثر میں لکھتے ہیں:

فلسفے میں (اقبال کے فلسفۂ خودی و بے خودی سے پہلے) اسلامی ہندو پاکستان کا سب سے بڑا کارنامہ فلسفۂ شہود کی توضیح و تکمیل ہے۔ جسے پیش تو شیخ علاء الدین سمنانی نے کیا تھا لیکن جس کی تکمیل عہدِ جہانگیری میں حضرت مجدد الف ثانی کے ہاتھوں ہوئی۔ اس سے پہلے بھی فلسفہ اور تصوف کے مخلوط مسائل پر کئی بزرگوں نے اپنے خیالات ترتیب دیئے۔ ابتدائی اہل قلم میں سے قاضی حمید الدین ناگوریؒ، شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیریؒ، مخدوم علی مہائمیؒ، سیّد گیسو دراز کی تحریریں خاص مطالعہ اور غور وفکر کی مستحق ہیں۔ علمی حلقوں میں ان میں سب سے زیادہ رواج شیخ شرف الدین کی تصانیف کو ہوا اور امید ہے کہ جو کوئی ہندوستان میں اسلامی فلسفے کی تاریخ مرتب کرے گا اور بیان وزبان اور طرز تفکر کی الجھنوں کو صاف کر کے قدیم خیالات کو زمانۂ حال کی اصطلاحات میں پیش کرے گا۔ اسے شیخ شرف الدین منیری کی تصانیف میں سے قیمتی مواد ملے گا۔(۴)

شیخ کے علمی خزینے کا مختصر تعارف حسبِ ذیل ہے:

۱۔مکتوبات صدی: یہ شیخ کا مشہورِ زمانہ تحریری خزینہ ہے۔ سو خطوط کا یہ مجموعہ قاضی شمس الدین حاکم چوسہ کے نام ہے، جس میں تصوف اور اخلاق کے اہم مباحث پر محققانہ بحث کی گئی ہے۔ اس کی اصل زبان فارسی ہے۔ لیکن اردو اور انگریزی میں بھی اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ انگریزی ترجمہ پال جیکسن نے کیا ہے۔ جو پالیسٹ پریس Paulist Press امریکا سے ۱۹۸۰ء میں شائع ہوا ہے۔

۲۔مکتوبات دوصدی: مکاتیب کا یہ مجموعہ شیخ زین بدر عربی نے مرتب کیا ہے۔ دوصد مکاتیب کا یہ مجموعہ مختلف تلامذہ ومسترشدین کے نام ہے۔ بعض خطوط سلاطین وامرا کے نام بھی ہیں۔ یہ بھی کئی بار شائع ہو چکا ہے۔ مولانا محمد نعیم ندوی نے اسے اردو کا جامہ پہنایا ہے۔ کتب خانہ

حدیث نبوی کے حوالوں سے لبریز ہے۔ اس کے شروع میں ایک جگہ امام ابویعلیٰ کا حوالہ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسند ابویعلیٰ کی حدیثیں بھی نظر سے گزری تھیں۔(۷) اس کا اردو ترجمہ شاہ قسیم الدین احمد فردوسی کے قلم سے ہو چکا ہے جو مکتبہ شرف خانقاہِ معظم بہار شریف سے ۱۳۸۳ھ میں طباعت پذیر ہوا۔

۹۔ گنج لایفنی: یہ بھی مخدوم کے ملفوظات پر مشتمل ہے۔ اس میں بعض اہم مباحث آگئے ہیں مثلاً سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تمام امت پر فضیلت، شب قدر کے مخفی رکھنے کی حکمت، سکرات موت کی حقیقت، احادیث کی تقسیم وتعریف، حدثنا واخبرنا کا فرق، رویت باری تعالیٰ۔ علیٰ ہذاالقیاس پوری کتاب اسی قسم کے عالمانہ مباحث سے مملو ہے۔

۱۰۔ مخ المعانی: مخدوم الملک کے اس مجموعہ ملفوظات کے مرتب شیخ شہاب الدین عماد حالفی ہیں۔ اس میں بڑے اہم کلامی مباحث آگئے ہیں، مثلاً مسئلہ حدوث وقدیم، مادہ کی حقیقت، رویت باری تعالیٰ، مسئلہ جبر وقدر، اقسام علم وغیرہا۔ یہ کتاب مطبوع ہے۔

۱۱۔ مونس المریدین: یہ مخدوم کے ۲۱ مجالس کا مجموعہ افادات ہے۔ اس میں زہد واخلاق اور بعض اعتقادی وفقہی مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کا اردو ترجمہ شاہ قسیم الدین احمد فردوسی نے کیا ہے جو مکتبہ شرف خانقاہِ معظم بہار شریف سے ۱۳۸۳ھ میں منظر شہود پر آیا۔

۱۲۔ فوائدِ غیبی: یہ مخدوم الملک کے ۳۲ مجالس کے افادات پر مشتمل ہے۔ جو بہ قول سیّد صدر الحسن: اوائل ماہ شعبان ۷۵۷ھ سے ماہِ صفر ۷۵۷ھ کے درمیان منعقد ہوئے۔(۸) جس میں مختلف مباحث قلم بند کئے گئے ہیں۔

۱۳۔ تحفۂ غیبی: یہ مخدوم الملک کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ سیّد ضمیر الدین احمد لکھتے ہیں کہ اس میں از ابتدائے ۷۵۹ھ لغایت ۷۷۰ھ کے ملفوظ ہیں۔ اس کے جامع بھی زین بدر عربی ہیں۔ یہ زین بدر عربی کے سلسلۂ ملفوظات کا چوتھا ملفوظ ہے۔(۹) اس میں مختلف مباحث قلم بند کئے گئے ہیں۔

۱۴۔ اجوبہ زاہدیہ: یہ شیخ زاہد بن محمد بن نظام کی جانب سے پوچھے گئے سوالات اور مخدوم الملک کے جوابات پر مشتمل ہے۔ اس میں مختلف اہم مباحث آگئے ہیں۔ اس میں مختلف مباحث قلم بند کئے گئے ہیں۔

۱۵۔ اجوبہ کاکویہ: یہ بھی بعض استفسارات کے جواب پر مشتمل ہے۔

[illegible]
[illegible] (١١) [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible] (١١) [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
(١٠) [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

الدین دردائی نے کیا ہے۔(۱۳)

۲۷۔ برأت المحققین: یہ بھی مخدوم الملک کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔اس کا ذکر پروفیسر معین الدین دردائی نے کیا ہے۔(۱۴)

۲۸۔اوراد کلاں:

۲۹۔اوراد اوسط:

۳۰۔اوراد خورد: مخدوم الملک کی تصانیف وملفوظات کی تعداد یقیناً اس سے زیادہ ہے مرور ایام زمانہ نے نہ معلوم کتنے ہی اوراق طاقِ نسیاں میں چھپا رکھے ہوں گے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ تلاش وتفحص کے بعد اسے جدید معیار طباعت پر پیش کیا جائے، تا کہ تشنگانِ علم سیراب ہوسکیں۔اسی طرح مکتوبات کے بھی متعدد دفینے ہوں گے انہیں بھی تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ پروفیسر معین الدین دردائی لکھتے ہیں:

> صباح الدین عبدالرحمان نے بزم صوفیا میں لکھا ہے کہ انڈیا آفس میں مخدوم الملک کے مکتوبات کا ایک اور مجموعہ بھی ہے جس میں ۱۲۵ مکتوبات ہیں۔اس میں خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم کے نام خطوط ہیں، ان دونوں کو حضرت مخدوم الملکؒ ''فرزند'' کہہ کر مخاطب فرماتے ہیں۔جس سے انڈیا آفس کے کٹیلاگر کو ان دونوں مکتوب الیہ کے متعلق حضرت مخدوم الملک کے صاحبزادے ہونے کا دھوکہ ہوا ہے۔یہ مخطوطہ غالباً ابھی تک منظر عام پر نہیں آیا ہے۔(۱۵)

اعتراف فضیلت

حضرت مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشت بخاری کو مکتوبات شیخ منیری سے خاص مناسبت تھی۔مناقب الاصفیا کی روایت ہے:

> جلال بخاری را پرسیدند کہ در آخر عمر درچہ مشغول اید فرمود در مطالعہ مکتوبات شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری باز پرسیدند مکتوبات شیخ شرف الدین منیری چگونہ است فرمود بعضے محل ہنوز فہم نشدہ است۔(۱۶)

حضرت جلال بخاری سے پوچھا کہ آخر عمر میں کیا شغل رہتا ہے فرمایا کہ شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری کے مکتوبات کے مطالعے میں مشغول رہتا ہوں، پھر پوچھا کہ شیخ

شرف الدین کے مکتوبات کیسے ہیں، فرمایا کہ بعض مقامات ابھی تک ہماری سمجھ میں نہیں آئے ہیں۔

حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی فرماتے ہیں:

مکتوبات شیخ شرف الدین کفر صد سالہ ما بر کف دست نمود۔(۱۷)

شیخ شرف الدین کے مکتوبات نے میرے کفرِ صد سالہ کو میری ہتھیلی پر دکھا دیا۔

سلسلہ شطاریہ کے مشہور بزرگ حضرت عبداللہ شطاری فرماتے ہیں:

بندہ معتقد کسے نیست، ہمہ بزرگان یکے اند، اما بندہ معتقد سلطان المحققین حضرت شیخ شرف الحق والدین منیری و بندگی حضرت خواجہ فرید الدین عطار ہستم۔ وجائے کہ ایں دو بزرگوار رسیدہ اند کسے کمتر رسیدہ است۔ وآں چہ کہ ایں ہر دو بزرگان حقائق ودقائق راہ دین بیان کردہ اند کسے بیان نہ کردہ است۔(۱۸)

بندہ کسی کا معتقد نہیں ہے۔ تمام بزرگان ایک ہیں۔ البتہ سلطان المحققین حضرت شرف الحق والدین اور حضرت خواجہ فرید الدین عطار کا معتقد ہوں، کیوں کہ جس مقام پر یہ دونوں بزرگان پہنچے ہیں کم لوگ پہنچے ہیں اور جو کچھ ان دونوں بزرگوں نے راہ دین کے حقائق اور باریکیوں کو بیان کیا ہے وہ کسی اور نے بیان نہیں کیا۔

شاہ محمد غوث گوالیاری فرماتے ہیں:

اگر مرشد حاضر نہ باشد مکتوبات شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری مطالعہ کند تا فریبِ نفس و وسواس خنّاس دریابد۔(۱۹)

اگر کسی کا مرشد حاضر نہ ہو تو مکتوبات شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری کا مطالعہ کرے، تاکہ فریبِ نفس اور وساوسِ شیطانی سے آگاہی ہو۔

صاحبِ نزہۃ الخواطر علّامہ حکیم عبدالحی حسنی لکھتے ہیں:

الشیخ الامام العالم الکبیر صاحب المقامات العلیة و الکرامات المشرقة الجلیلة شیخ الاسلام أحمد الهاشمی المنیری، الشیخ الامام شرف الدین البهاری أحد مشاهیر الأولیاء، اتفق النّاس علیٰ ولایته و جلالته و بلوغه درجة الاجتهاد(۲۰)

شیخ، امام، عالم کبیر، بلند مقامات والے اور جلیل القدر کرامات کے حامل شیخ الاسلام

[illegible] (۸۸)

[illegible]

[illegible] (۸۸) [illegible]

[illegible]

[illegible] (۱۸) [illegible]

[illegible]

ایسے عہد میں جب کہ مشکل سے علما احادیث کے حوالے دے پاتے تھے۔ ہمیں شیخ منیری کی تالیفات میں نہ صرف کتبِ حدیث کے حوالے بل کہ اس پر محدثانہ بحثیں بھی ملتی ہیں۔ ڈاکٹر محمد اسحاق اپنے تحقیقی مقالے ''علم حدیث میں برعظیم پاک وہند کا حصہ'' میں لکھتے ہیں:

> شرف الدین منیری علاقہ بہار کے ایک ممتاز محدث تھے۔ وہ حدیث سے متعلق تمام علوم مثلاً علم تاویل الحدیث، علم رجال الحدیث اور علم مصطلحات الحدیث پر پورا عبور رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے مکتوبات اور تصوف کی کتابوں میں احادیث کثرت سے نقل کی ہیں، اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بل کہ بہت سے مواقع پر انہوں نے علم حدیث کے مختلف پہلوؤں مثلاً روایت بالمعنی، شروط الراوی وغیرہ پر اپنی تصانیف میں طویل بحثیں بھی کی ہیں اور صحیحین، مسند ابو یعلی الموصلی، شرح المصابیح اور مشارق الانور کے حوالے بھی دیئے ہیں۔ (۲۴)

ایسے تاریک عہد میں جب کہ برصغیر میں مختلف اسباب وعلل کے باعث علوم اپنے ارتقاء کے مراحل میں بھی صحیح سے داخل نہ ہو پائے تھے شیخ شرف الدین منیری کا مختلف علوم شرعی پر بالعموم اور علم حدیث میں بالخصوص مجتہدانہ بصیرت پیدا کر لینا ایک غیر معمولی واقعہ تھا۔ یہ مناسبتِ طبعی کیسے پیدا ہوئی؟ علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

> مکتوبات میں ایک جگہ ایک حدیث کی نسبت لکھتے ہیں کہ ''حدیث برادرم فخر الدین نوشتہ بود'' اس فخر الدین سے میرے گمان میں مولانا فخر الدین زرادی مراد ہیں۔ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ شیخ کو حدیث کا فیض اسی نظامی جماعت سے پہنچا ہے۔ (۲۵)

تاہم یہ خیال قطعاً درست نہیں کہ شیخ احمد منیری علم حدیث میں دبستانِ نظام کے فیض یافتہ ہیں۔ شیخ احمد منیری نے علم حدیث کا فیض اپنے استادِ گرامی علامہ شرف الدین ابو توامہ بخاری سے حاصل کیا تھا جو خود علم حدیث میں مجتہدانہ کمال و مرتبے کے حامل تھے۔ حضرت نظام الدین اولیا کو بھی یقیناً علم حدیث سے مناسبت تھی، تاہم انہیں وہ اسباب و ماحول میسر نہیں آئے جو خوش قسمتی سے شیخ شرف الدین کو ملے۔ جنہیں اس دور کی حد تک قابلِ رشک قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان دونوں کی محدثانہ حیثیت کا تقابل کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد اسحاق لکھتے ہیں:

> شیخ نظام الدین اولیا دہلوی اور شیخ شرف الدین منیری بہاری دونوں صوفی تھے اور ہند میں علم حدیث کو فروغ دینے میں دونوں نے اہم حصہ لیا۔ شیخ نظام الدین اولیا

نے جس طرح دہلی میں ایک ممتاز روحانی مرشد کی حیثیت سے کام کیا۔ اسی طرح شرف الدین بھی بہار میں سرگرمِ عمل رہے۔ یہ دونوں بزرگ اسلام علوم کے جید عالم تھے۔ علم حدیث کے مطالعے میں شرف الدین نے سبقت حاصل کرلی تھی اوراس کا سبب یہ ہے کہ شیخ نظام الدین نے حدیث کا مطالعہ بڑی عمر میں شروع کیا تھا اوراس موضوع پر الصغانی کی مشارق الانوار کے سوا کوئی اور مستند مجموعہ ان کے زیر مطالعہ نہیں رہا۔ لیکن شرف الدین منیری کی تعلیم ایک حنبلی عالم ابوتوامہ کی نگرانی میں ہوئی تھی اورانہوں نے قدرتی طور پر حدیث کی تعلیم کو بہت اہمیت دی۔ چناں چہ شرف الدین نے علم حدیث پر زیادہ عبور حاصل کرلیا۔ اس کے علاوہ شیخ نظام الدین کے برعکس شیخ شرف الدین کو کافی تعداد میں علم حدیث کی مستند کتابوں کا مطالعہ کرنے کا موقع بھی ملا، جو غالباً انہوں نے اپنے استاد اور دوستوں سے حاصل کی تھیں۔ اس قیاس کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ شیخ زین الدین ساکن دیوہ نے ان کو صحیح مسلم کا ایک نسخہ بہ طور ہدیہ دیا تھا۔(۲۶)

علامہ سلیمان ندوی کا یہ خیال بھی درست نہیں کہ مکتوبات میں فخر الدین سے مراد مولانا فخر الدین زرّادی سامانوی دہلوی ہیں۔ مولانا شاہ نجم الدین فردوسی اس قیاس کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> برادرم فخر الدین سے مولانا فخر الدین زرادی کا قیاس صحیح نہیں، حضرت سلطان الاولیاء کے خلفا کا نام حضرت مخدوم اس بے تکلفی سے نہیں لیتے ہیں، اور نظامی جماعت سے آپ کو فیضِ حدیث نہیں پہنچا ہے، کیوں کہ جو کچھ بھی پڑھا ہے اپنے استادِ مکرم (علامہ ابوتوامہ بخاریؒ) سے آپ نے پڑھا ہے۔(۲۷)

برصغیر میں شیخ شرف الدین احمد کا علم حدیث میں مرتبہ اس حیثیت سے مزید بڑھ جاتا ہے کہ انہوں نے نہ صرف علم حدیث کی تحصیل کی بل کہ اپنے فیضِ علمی سے برصغیر میں پہلے محدثانہ دبستانِ فکر کی بنیاد بھی رکھی۔

شیخ کے نزدیک حدیث کی اہمیت وضرورت

شیخ شرف الدین احمد منیری علم حدیث کو غایت درجہ اہمیت دیتے تھے۔ اسے مدارِ نجات سمجھتے

تھے۔''شرح آداب المریدین'' میں ایک مقام پر لکھتے ہیں:

احادیث رسول ﷺ سے منکر ہونے میں آدمی کہیں کا نہیں رہتا۔(۲۸)

''خوان پُر نعمت'' میں فرماتے ہیں:

حدیث کا علم ایک مشکل علم ہے قرآن کی ساری باتیں اس میں موجود ہیں جب تک ان سب کو نہیں جانے گا کسی ایک حدیث کا بھی معنی بیان نہیں کرسکتا۔ہاں! حدیث کا معنی وہی بیان کرسکتا ہے جو قرآن کے معانی ومطالب پر حاوی ہو۔(۲۹)

خوان پُر نعمت'' ہی کے ایک مقام پر فرماتے ہیں:

جو حکم کتاب یا سنت متواتر سے ثابت ہے اگر کوئی اس حکم کا اپنے قول یا فعل سے انکار کرتا ہے یا رد کرتا ہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔(۳۰)

شیخ کے نزدیک احادیث کی قسمیں

شیخ بنیادی طور پر احادیث کی تین قسمیں قرار دیتے ہیں: متواتر، مشہور اور احاد۔فرماتے ہیں:

متواتر کی تعریف یہ ہے کہ ایک حدیث رسول اللہ ﷺ سے ایک جماعت، جماعت سے روایت کرے اور مختلف مسکن اور شہروں سے نقل کی جاتی رہے اس قسم کی حدیثیں کتاب اللہ کے برابر ہیں اپنے تمام احکام میں، اس پر ایمان لایا جائے گا اور اعتقاد رکھا جائے گا۔اس کا قبول کرنا عین ایمان ہے، اس کا رد کفر ہے، حدیث مشہور متواتر ہی کی طرح ہے، اس میں بس اسی قدر ہے کہ عصر اوّل میں احاد تھی، عصر ثانی، ثالث، رابع اور خامس میں اپنی روایت کے لحاظ سے متواتر کے درجے کو ہو گئی ،متواتر اور مشہور کے حکم میں یہ فرق ہے کہ متواتر کا منکر کافر ہوتا ہے، مشہور کے انکار سے کفر نہیں لازم آتا ہے بل کہ بدعت کہا جائے گا۔یہ فرق اس لئے ہے کہ مشہور اپنی اصل کے لحاظ سے احاد ہے اور اس بناء پر اتنا شبہ اس میں رہے گا کہ اصلاً وہ احاد ہے۔خبر واحد کی تعریف یہ ہے کہ اس کی نقل متواتر اور مشہور کے درجے کو نہ پہنچی ہو، اس بنا پر نقل کے لحاظ سے اس حدیث احاد میں شبہ رہے گا، نقل کی اس نوعیت کی بنا پر اس شبہ کا تعلق اس کے نفس حدیث ہونے میں نہیں کیا جائے گا۔اسی وجہ سے خبر واحد

بیان کی گئی ہیں وہ حاصل نہیں ہوتیں۔ مثلاً کسی سورۃ کے بارے میں لکھا ہے کہ جو اس سورۃ کو پڑھے گا اس کی ہزار حاجتیں پوری ہوں گی لیکن ان میں سے ایک بھی پوری نہیں ہوئی تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مفتری ہے۔ واللہ اعلم۔ (۴۳)

خبر واحد سے استنباط وتمسک

خبر واحد سے استنباط وتمسک کے سلسلے میں مخدوم الملک کا مسلک یہ تھا:

اجمالی طور پر یوں سمجھنا چاہئے کہ ذات وصفات خداوندی کی معرفت کے سلسلے میں خبر واحد کو دلیل نہیں بنایا جائے گا، علماء اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ جائز نہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: انّ الظنّ لا یغنی من الحقّ شیئا دوسری بات یہ ہے کہ خبر واحد اس اصول کی بنا پر بھی ظن ہے کہ راوی معصوم نہیں مانے جائیں گے، البتہ فروعات دین میں خبر واحد کو دلیل مانا جاتا ہے اس لئے کہ فروعات کے لئے ظنّی حدیث بھی کافی ہے، قطعی دلیل اس کے لئے شرط نہیں ہے کیوں کہ فروعات کا بنا محض ظاہر پر ہوتا ہے۔ اسی بیان سے ان لوگوں کا بھی جواب ہو جاتا ہے جو لوگ خبر واحد سے دلیل لے کر ذات خداوندی کے لئے جسم وصورت یا اسی قسم کے مجسمات ثابت کرتے ہیں اور جسم وصورت کے اثبات کے لئے ان اللہ خلق ادم علیٰ صورتہ کی خبر واحد کو دلیل میں پیش کرتے ہیں۔ (۴۴)

احادیث کی تطبیق وتشریح

احادیث کی تطبیق وتشریح کے لئے جس فہم وبصیرت کی ضرورت ہوتی ہے وہ اہلِ علم سے مخفی نہیں۔ شیخ شرف الدین نے اس دور میں جب کہ تحصیل حدیث کے ذرائع مفقود تھے بعض احادیث کی بڑی عمدہ توضیح وتشریح کی ہے۔ بعض مثالیں ملاحظہ ہوں:

۱۔ خلق اللہ نوری من نورہ

گو یہ ایک موضوع روایت ہے لیکن جیسا کہ قبل ازیں عرض کیا گیا کہ مخدوم الملک تک کتبِ موضوعات ورجال نہیں پہنچ سکیں۔ اسی لئے وہ کسی حدیث پر حکم لگانے سے محتاط رہتے تھے۔ تاہم اس روایت کی تشریح میں تمام تر اعتقادی مباحث کو پوری طرح ذہن نشیں رکھتے ہوئے جو توجیہہ کی ہے وہ نہایت قابل قدر ہے۔ معدن المعانی میں ہے:

خاکسار (مولانا زین بدر عربی) قاضی حمیدالدین ناگوری کی لوامع پڑھ رہا تھا، جب اس مقام پر پہنچا کہ خلق الله نور من نوره الله نے میرے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا، حضرت مخدوم نے فرمایا کہ اس حدیث میں دو دشواری پیدا ہوتی ہے، اوّل یہ ہے کہ نورِ حق قدیم ہے نہ اس کا تجزیہ ہوسکتا ہے نہ تبعیض (ٹکڑا ٹکڑا) کیا جاسکتا ہے اور اس حدیث میں من نورہٖ کا لفظ ہے اور من تبعیض کے لئے آتا ہے حالاں کہ اللہ کے نور کا کوئی حصہ الگ نہیں ہوسکتا، یہ مضمون بہت ہی غور طلب ہے، دوسری دشواری یہ ہے کہ نور حضرت محمد ﷺ جب نور اللہ سے ہے تو چاہئے کہ یہ بھی قدیم ہو کیوں کہ نورِ حق قدیم ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ جواب ان دونوں اشکال کا واللہ اعلم بالصّواب ہم اس طور پر کہہ سکتے ہیں کہ نور رسول علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نور سے بطور تجزیہ وغیرہ نہیں ہے بل کہ بہ طریقِ فیض ہے، کسی چیز کا ظہور کسی چیز سے ہونے کے لیے یہ لازم نہیں کہ بہ طور تجزیہ یا تبعیض ہو۔ (۳۵)

۲۔ **خیر القرون قرنی** (۳۶)

اس روایت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

اس موقع پر زمانے سے محض زمانہ مراد نہیں ہے بل کہ زمانے کے لوگ مراد ہیں، اس لئے کہ زمانہ دن ورات سے عبارت ہے اور اس وقت کے دن ورات اور آج کے دن ورات میں کوئی فرق نہیں۔ (۳۷)

۳۔ **لا تفضلونی علیٰ اخی یونس:**

اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

اگر کوئی کہے یہ حدیث جو پیغام بر ﷺ کی ہے کہ **لا تفضلونی علیٰ اخی یونس** مجھے میرے بھائی یونس پر فضیلت نہ دو۔ یہ اس حدیث کے منافی ہے جو پہلے گزری یعنی **انا سیّد ولد آدم و آدم من دون تحت لوائی و لا فخر** کے میں جواب میں کہوں گا کہ یہ جو کہا گیا مجھے فضیلت نہ دو میرے بھائی یونس کے مقابلے میں اس سے مراد یہ ہے کہ اپنی جانب سے مجھے فضیلت دینے کی مقابلہ بازی نہ کرو اور اس کا حق تمہیں نہیں پہنچتا ہے کہ نبیوں میں سے ایک کو دوسرے پر تم فضیلت دو۔ **الفضل لمن فضله الله تعالیٰ** (فضل اس شخص کے لیے ہے جسے اللہ نے فضیلت

دی) اور اس تاویل کی تائید تلك الرسل فضلنا بعضهم علیٰ بعض یہ رسولوں کے نام ہیں جن میں بعض کو بعض پر فضیلت ہم نے دی، دیکھئے اس آیت کریمہ میں فضیلت دینے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب کی ہے تو دوسرے کو اس میں کیا حق پہنچتا ہے۔(۳۸)

علم حدیث کی نشر واشاعت میں دبستانِ شرفیہ کا مقام

علم حدیث کی نشر واشاعت کے لئے شیخ شرف الدین احمد منیری اور ان کے تلامذہ نے جو غیر معمولی خدمت انجام دی ہے ہم اسے دبستانِ شرفیہ کی خدمت حدیث سے موسوم کرتے ہیں۔ وہ برصغیر کے پہلے محدث ہیں جنہوں نے ''مشارق'' سے آگے بڑھ کر صحیحین کی تعلیم وتدریس کا فریضہ انجام دیا۔ ڈاکٹر محمد اسحاق لکھتے ہیں:

کہا جاتا ہے کہ ان کو نہ صرف بہار بل کہ پورے ہند میں صحیحین کی تعلیم شروع کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔(۳۹)

شیخ شرف الدین منیری نے حدیث کی تعلیم وتدریس کے ذریعے ایک مستقل دبستانِ فکر کی بنیاد ڈال دی۔ کتبِ حدیث کی جمع واشاعت اور اس کی تعلیم وتدریس کا ایک خاص ذوق پروان چڑھانے میں اس دبستان کا امتیازی حصہ ہے۔ پروفیسر معین الدین دردائی لکھتے ہیں:

آپ کی تصانیف کی سب سے بڑی خصوصیت جو ایک اور نظر آتی ہے وہ آپ کا تفسیر و حدیث کو اپنی تحریر میں ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا ہے آپ نے حدیث وتفسیر کے بے شمار حوالے دیے ہیں بل کہ آپ کی تصانیف کا اصل مقصد ہی احکام قرآنی اور سنت نبویہ کی اشاعت معلوم ہوتا ہے۔(۴۰)

اردو دائرہ معارف اسلامیہ'' کے فاضل مقالہ نگار ایم صغیر حسین لکھتے ہیں:

مخدوم الملک نے بہار کے گردونواح میں علم حدیث کی تبلیغ واشاعت کے کام میں بہت بڑا حصہ لیا ہے۔ جو حوالے اور حواشی آپ کے مکتوبات اور اور ملفوظات میں نظر سے گزرتے ہیں، ان سے بہ خوبی واضح ہوتا ہے کہ انہیں علم حدیث میں ید طولی حاصل تھا اور ان کے زیرِ مطالعہ صحیح امام بخاری، صحیح امام مسلم، جامع صغیر، مسند ابو یعلی، مشارق الانوار، شرح مصابیح اور دیگر کتب احادیث بہ خوبی آچکی تھیں۔ وہ

ہمیشہ اس بات کی بے حد تاکید کیا کرتے تھے کہ ہمیں سنت (یعنی عمل بالحدیث) کے مطابق چلنا چاہیے اور وہ خود احادیث نبوی ﷺ پر سختی اور پابندی کے ساتھ عمل پیرا تھے۔(۴۱)

علم حدیث میں مخدوم الملک کے تلامذہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان کے شاگردوں اور جانشینوں میں سے مولانا امام مظفر بلخی، مولانا نصیر الدین جون پوری اور حسین نوشہ توحید مشاہیر محدثین اور متبحر فضلائے بہار میں شمار ہوتے ہیں۔ ان اکابر نے ردّ بدعات اور اشاعت کتاب وسنت کے لیے عمر بھر کام کیا۔(۴۲)

اراکینِ دبستانِ شرفیہ

مخدوم الملک کی خدمت حدیث کے نتیجے میں جو علما علم حدیث کی نشر و اشاعت کے لئے مستعد و تیار ہوئے ہم انہیں دبستانِ شرفیہ کا رکن سمجھنے میں حق بہ جانب ہیں۔ ان علما نے مخدوم الملک سے اکتساب فیض کے بعد خود اپنی زندگیاں حدیث کی نشر و اشاعت کے لیے وقف کر دیں۔ اس سلسلہ سند سے منسلک علما کا اختصار کے ساتھ تذکرہ اور ان کی خدمتِ حدیث کا بیان بھی ضروری ہے کیوں کہ ان محدثین کی خدمات مخدوم صاحب کی خدمت حدیث کا تتمہ ہے۔

ا۔ مولانا مظفر شمس بلخی

مولانا مظفر شمس بلخی کا شمار مخدوم الملک کے خلیفہ بلا فصل میں ہوتا ہے۔ انہیں علوم پر مجتہدانہ بصیرت حاصل تھی۔ علم حدیث سے انہیں بھی خصوصی دل چسپی تھی۔ ان کی ایک سند حدیث دست یاب ہوئی ہے جو انہوں نے اپنے بھتیجے اور لائق شاگرد شیخ حسین نوشہ توحید بلخی کو دی تھی۔ بقول مولانا عبد الرؤف اورنگ آبادی: اس سند سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ مولانا کا مشغلہ محبوب درس وتدریس اور خاص طور پر صحیحین کا درس تھا۔(۴۳)

مکہ معظمہ کے زمانۂ قیام میں حرم شریف میں مستقل چار سال تک احادیث کے درس میں مشغول رہے اور تعلیم و تدریس کا مشغلہ قیام عدن کے زمانہ میں بھی جاری رہا(۴۴)۔ صاحبِ نزہۃ الخواطر ان کا تعارف ''الشیخ الامام العالم الکبیر'' جیسے پُرشکوہ الفاظ سے کرتے ہیں(۴۵)۔

شیخ مظفر شمس نے ''مشارق الانوار'' کی شرح لکھی تھی جو افسوس کہ ضائع ہوگئی۔

مولانا مظفر شمس کا انتقال جمادی الاول ۷۸۸ھ میں ہوا۔

۲۔ شیخ حسین نوشہ توحید بلخی

شیخ حسین نوشہ توحید بن معزالدین شمس بلخی، مولانا مظفر شمس بلخی کے بھتیجے تھے۔ فقہ وحدیث پر بھی گہری نظر تھی۔ شیخ حسین نے مخدوم منیری کے گہوارۂ علمی میں تربیت پائی۔ انہیں سے علوم و معارف کی تحصیل کی۔ اس کے بعد اپنے چچا مولانا مظفر شمس بلخی سے استفادہ کیا۔ ان ہی کی معیت میں حجازِ مقدس کا سفر کیا۔ مکہ مکرمہ میں ۴ چار برس اقامت گزیں رہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس مقام مقدس میں شیخ حسین نے اپنے چچا مولانا مظفر شمس سے صحیح بخاری وصحیح مسلم لفظاً لفظاً پڑھی اور ان سے سندِ واجازۂ حدیث کا شرف حاصل کیا۔ جب آپ کے والد نے قیام مکہ کے دوران وفات پائی تو اپنے چچا کے ہم راہ عدن تشریف لے آئے۔ یہاں شیخ حسین کا قیام ایک طویل عرصے تک رہا۔ شیخ خطیب العدنی سے سندِ حدیث لی۔ اپنے چچا کی خلافت سے بہرہ مند ہوئے اور ان کی وفات کے بعد ان کی وصیت کے مطابق بہار تشریف لائے اور یہاں مسند وعظ وارشاد آراستہ کیا۔

شیخ حسین صاحبِ تصنیف تھے۔ ان کی تصانیف میں ''حضرات الخمس'' بہت مشہور ہے، جس کی بسیط شرح ان کے صاحب زادے شیخ حسن دائم جشن بلخی نے ''کاشف الاسرار'' کے نام سے لکھی ہے۔ مولانا شاہ نجم الدین فردوسی لکھتے ہیں:

> حضرت مخدوم حسین نوشہ توحید کی متعدد تصنیفات ہیں، ایک مختصر رسالہ اورادہ فصلی کے نام سے موسوم ہے، جو صحیح بخاری، صحیح مسلم، وجامع ابوعیسیٰ ترمذی ونسائی وسنن ابو داود وسنن ابن ماجہ، سنن بیہقی وابن السنی ومستدرک حاکم ابی عبداللہ کی روایتوں سے مملو ہے۔ (۴۶)

شیخ حسین نوشہ توحید نے ۲۴ ذی الحجہ ۸۴۴ھ کو عالم بقا کی راہ لی۔

۳۔ شیخ احمد لنگر دریا بلخی

شیخ احمد بن حسن دائم بن حسین نوشہ توحید بلخی مشاہیر علما ومحدثین میں سے تھے۔ ۸۲۹ھ کو پیدا ہوئے۔ علم ودانش سے آراستہ خاندانی ماحول میں نشو نما ہوئی۔ اپنے دادا بزرگ وار شیخ حسین المعز بلخی سے عقائدِ نسفیہ مع شرح پڑھی۔ کتب درسیہ کی تکمیل اپنے والد گرامی شیخ حسن دائم جشن بلخی سے کی اور مدت تک ان کے فیضِ علمی سے مستفید ہوئے۔ پھر فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے عازمِ حجاز ہوئے۔ اپنے والد کی وفات کے بعد ان کی مسندِ مشیخیت پر براجمان ہوئے۔ مولانا شاہ نجم الدین

فردوسی لکھتے ہیں:

مونس القلوب جو حضرت مخدوم احمد لنگر دریا کا ملفوظ ہے اس میں آپ صحیح بخاری وصحیح مسلم ومشارق ودیگر احادیث سے بہ کثرت حوالہ دیتے ہیں اور حدیث لاتے ہیں، اسی ملفوظ میں آپ خود فرماتے ہیں کہ پڑھنے کے زمانے میں حضرت مخدوم حسین نوشہ توحید کی خوش نودی کے لیے میں نے چھ مہینے کی مدت میں متن مصابیح حفظ کر لی تھی۔(۴۷)

شیخ احمد بلخی کو ان کے عقیدت مند لنگر دریا کے لقب سے ملقب کرتے ہیں۔شیخ احمد نے ربیع الاول ۸۹۱ھ میں بہار شریف میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

حاصل کلام

شیخ شرف الدین احمد منیری اور ان کے دبستان کی خدمات حدیث برصغیر کی تاریخ حدیث کا اہم اور روشن باب ہے۔اس حقیقت کو تسلیم کئے بغیر برصغیر کی تاریخِ حدیث کبھی مکمل نہیں ہوسکتی۔

حواشی حوالہ جات

۱۔حوالہ از ماخذ نمبر ۷: ۵۰۔۵۱

۲۔تاریخ دعوت وعزیمت: ج ۳، ص ۲۵۲

۳۔شیخ منیری کے سوانحی حالات کے لیے ملاحظہ ہو: مناقب الاصفیاء، سیرۃ الشرف، تاریخ دعوت و عزیمت جلد سوم، نقوش شرف، نزہۃ الخواطر: ج ۲، ص ۱۱۹، تاریخ سلسلہ فردوسیہ: ۱۳۷۔۲۴۴، گلزار ابرار: ۹۷۔۹۸، شرفا کی نگری: ۴۸۔۶۸، علمائے بہار (غیر مطبوعہ)۔

۴۔آب کوثر: ۵۰۲

۵۔تاریخ سلسلہ فردوسیہ: ۲۱۲

۶۔تاریخ سلسلہ فردوسیہ: ۲۱۳

۷۔مقالات سلیمان: ج ۲، ص ۳۱

۸۔نقوش شرف: ۱۵۹

۹۔سیرۃ الشرف: ۳۳۴

۱۰۔سیرۃ الشرف: ۳۳۳

۱۱۔ اٹک، راولپنڈی اور ہری پور کے چند کتب خانوں کے اہم خطی نسخے: ۴۲
۱۲۔ نزہۃ الخواطر: ج ۲، ص ۱۱
۱۳۔ تاریخ سلسلہ فردوسیہ: ۱۸۵
۱۴۔ تاریخ سلسلہ فردوسیہ: ۱۸۵
۱۵۔ تاریخ سلسلہ فردوسیہ: ۱۸۹
۱۶۔ مناقب الاصفیاء: ۱۴۰-۱۴۱۔ مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشت کے سوانح نگار محمد ایوب قادری نے بھی شیخ شرف الدین منیری سے مخدوم جلال الدین بخاری کی عقیدت مندی و تعلق خاطر کو خاص اہمیت دی ہے۔ ملاحظہ ہو: حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت: ۱۷۸-۱۷۹
۱۷۔ نقوش شرف: ۱۶۸
۱۸۔ سیرۃ الشرف: ۱۷۵، نقوش شرف: ۱۶۸
۱۹۔ نقوش شرف: ۱۶۹
۲۰۔ نزہۃ الخواطر: ج ۲، ص ۹
۲۱۔ سیرت الشرف: ۱۸۷
۲۲۔ سیرت الشرف: ۱۸۸
۲۳۔ ماہنامہ ''معارف'' اعظم گڑھ: اپریل ۱۹۲۹ء
۲۴۔ علم حدیث میں برعظیم پاک و ہند کا حصہ: ۸۹
۲۵۔ مقالات سلیمان: ج ۲، ص ۳۱
۲۶۔ علم حدیث میں برعظیم پاک و ہند کا حصہ: ۹۰
۲۷۔ ماہنامہ ''معارف'' اعظم گڑھ: اپریل ۱۹۲۹ء
۲۸۔ شرح آداب المریدین: ۴۴
۲۹۔ خوان پُر نعمت: ۵۱
۳۰۔ خوان پُر نعمت: ۱۷۹
۳۱۔ معدن المعانی: ۷۴-۷۵
۳۲۔ خوان پُر نعمت: ۱۳۴-۱۳۵
۳۳۔ خوان پُر نعمت: ۱۳۵
۳۴۔ معدن المعانی: ۷۵
۳۵۔ معدن المعانی: ۷۷

۳۶۔حدیث کے اصل الفاظ "خیر النّاس قرنی"، "خیر کم قرنی" یا "خیر امتی قرنی" ہیں۔ خیر القرون قرنی کے الفاظ اگرچہ بہت مشہور ہیں۔ یہاں تک کہ مشاہیر محدثین مثلاً ابن حجر عسقلانی، ابن کثیر الدمشقی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، علامہ عبد الرحمان مبارک پوری وغیرہم نے بھی اپنی کتابوں میں شہرت عام کی بنا پر یہی الفاظ لکھ دیئے ہیں۔ تاہم ان الفاظ سے حدیث رسول ﷺ ثابت نہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: محمد یوسف نعیم کی کتاب ''خیر القرون قرنی''

۳۷۔شرح آداب المریدین:۹۱

۳۸۔شرح آداب المریدین:۸۲-۸۳

۳۹۔علم حدیث میں برعظیم پاک و ہند کا حصہ:۸۹

۴۰۔تاریخ سلسلہ فردوسیہ:۲۳۹

۴۱۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ:ج۲۱،ص۷۱۲

۴۲۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ:ج۲۱،ص۷۱۲

۴۳۔ماہنامہ ''معارف'' اعظم گڑھ:ستمبر۱۹۵۲ء

۴۴۔ماہنامہ ''معارف'' اعظم گڑھ:اکتوبر۱۹۵۲ء

۴۵۔نزہۃ الخواطر:ج۳،ص۱۳۱

۴۶۔ماہنامہ ''معارف'' اعظم گڑھ:اپریل۱۹۲۹ء

۴۷۔ماہنامہ ''معارف'' اعظم گڑھ:اپریل۱۹۲۹ء

مآخذ

ا۔کتب

۱۔آب کوثر، شیخ محمد اکرام، لاہور۱۹۵۲ء

۲۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد۲۱، دانش گاہ پنجاب، لاہور۱۹۸۷ء

۳۔اٹک، راولپنڈی اور ہری پور کے چند کتب خانوں کے اہم خطی نسخے، ڈاکٹر سفیر اختر، دار المعارف اسلام آباد۲۰۰۷ء

۴۔تاریخ دعوت وعزیمت جلد سوم، سیّد ابوالحسن علی ندوی، مجلس نشریات اسلام کراچی

۵۔تاریخ سلسلہ فردوسیہ، محمد معین الدین دردائی، تاج پریس گیا۱۹۶۲ء

۶۔حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت، محمد ایوب قادری، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی۱۹۷۵ء

۷۔خوان پُر نعمت۔ شیخ شرف الدین احمد منیری۔مترجم ڈاکٹر محمد علی ارشد فردوسی۔مکتبہ شرف، بیت الشرف ،خانقاہ معظم بہار شریف ۱۹۸۹ء:
۸۔خیر القرون قرنی محمد یوسف نعیم ،عبدالرحمٰن دار الکتاب کراچی ۲۰۰۴ء
۹۔شرح اداب المریدین، شیخ شرف الدین احمد منیری۔مترجم: شاہ قسیم الدین احمد شرفی فردوسی، مکتبہ شرف بیت الشرف خانقاہ معظم بہار شریف
۱۰۔علمائے بہار، محمد تنزیل الصدیقی الحسینی، غیر مطبوعہ
۱۱۔علم حدیث میں برعظیم پاک وہند کا حصہ، ڈاکٹر محمد اسحاق۔مترجم: شاہد حسین رزاقی ، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور ۱۹۷۷ء
۱۲۔گلزار ابرار، محمد غوثی شطاری مانڈوی۔ فضل احمد جیوری، سیّد احمد شہید اکیڈمی لاہور ۱۴۲۷ھ
۱۳۔معدن المعانی، شیخ شرف الدین احمد منیری۔شاہ قسیم الدین احمد شرفی فردوسی، مکتبہ شرف بیت الشرف خانقاہ معظم بہار شریف ۱۹۸۵ء
۱۴۔مقالات سلیمان حصہ ۲ ، علامہ سید سلیمان ندوی مرتبہ شاہ معین الدین ندوی، نیشنل بک فاؤنڈیشن پاکستان ۱۹۸۹ء
۱۵۔مناقب الاصفیاء، مخدوم شعیب فردوسی، مطبع نور الآفاق کلکتہ ۱۸۹۵ء
۱۶۔نقوش شرف، سیّد صدر الحسن، بزم فردوسیہ ٹرسٹ کراچی ۲۰۰۲ء
۱۷۔نزہۃ الخواطر جلد ۲۔۳، مولانا حکیم عبدالحی حسنی، طیب اکادمی ملتان ۱۹۹۱ء

۲۔رسائل

ا۔ماہنامہ ’’معارف‘‘ اعظم گڑھ: اپریل ۱۹۲۹ء
۲۔ماہنامہ ’’معارف‘‘ اعظم گڑھ: ستمبر ۱۹۵۲ء
۳۔ماہنامہ ’’معارف‘‘ اعظم گڑھ: اکتوبر ۱۹۵۲ء

پاکستان میں اردو سیرت نگاری کی تاریخ کے حوالے سے

ایک حوالہ جاتی دستاویز

پاکستان میں اردو سیرت نگاری

ایک تعارفی مطالعہ

☆

پاکستان میں اردو سیرت نگاری کے آغاز، اس کے ارتقا،
ساٹھ سالہ دور میں لکھی جانے والی ڈیڑھ سو کے قریب اہم کتب
اور مجلّات کی خاص اشاعتوں کا تعارف

سید عزیز الرحمٰن

صفحات ۱۷۶ قیمت: ۱۵۰ روپے

زوار اکیڈمی پبلی کیشنز

اے-۴/۱۷- ناظم آباد نمبر ۴، کراچی- فون: ۳۶۶۸۴۷۹۰

محمد عالم مختار حق

اردو میں اربعینات

تحقیقات حدیث کے پہلے شمارے میں حافظ محمد عارف گھانچی کی ترتیب دی ہوئی چہل حدیث کی ایک فہرست شائع کی گئی تھی۔ یہ فہرست چہل حدیث پر مشتمل مختلف کتابچوں اور کتابوں پر محیط تھی، اور اس میں عربی کتب کے ساتھ ساتھ ان کے اردو ترجمے اور ان کی شروحات کا بھی اندراج کیا گیا تھا۔ اسی طرح وہ کتب بھی جن میں کسی بھی موضوع پر چہل احادیث ضمناً مذکور ہیں، اس فہرست میں شامل تھیں۔

یہ کاوش پسند کی گئی اور معروف دانش ور اور محقق جناب محمد عالم مختار حق نے اپنی ترتیب فرمودہ فہرست چہل حدیث عطا فرمائی۔ یہ فہرست اس موضوع پر اہم کاوش کا درجہ رکھتی ہے، کیوں کہ اس فہرست میں اردو میں شائع ہونے والے چہل حدیث کے مجموعوں کا اہتمام اور جامعیت کے ساتھ احاطہ کیا گیا ہے۔ اس بنا پر اسے یہاں جناب محمد عالم مختار حق کے خصوصی شکریے کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔

اس موضوع پر مزید اضافوں کے حوالے سے معلومات آئندہ کسی اشاعت میں پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

اس سلسلے میں اگر کوئی اہل علم مزید تفصیلات فراہم کرنا چاہیں، یا اس موضوع پر ہمارے قارئین کی معلومات میں اضافہ کرنا چاہیں تو تحقیقات حدیث کے صفحات حاضر ہیں۔ شکریے کے ساتھ ان کی نگارشات کو ہدیۂ قارئین کیا جائے گا۔ ادارہ